ڈاکٹر شائستہ پروین *

خواتین کی آزادیٔ اظہار رائے عہد رسالت میں

عہد نبوی ﷺ میں مسلم عورت کو حدود کا پاس و لحاظ رکھتے ہوئے پوری اجازت تھی کہ وہ زندگی کے انفرادی اور اجتماعی معاملات میں اپنی رائے بیان کرسکتی ہے اور اپنے خیالات کا اظہار کرسکتی ہے۔ احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی ﷺ نے مسلم خواتین کے مشوروں کو قبول فرمایا اور انہیں کے مطابق فیصلہ بھی فرمایا۔

۱- حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ بریرہ کے شوہر غلام تھے جن کا نام مغیث تھا مجھے ایسا محسوس ہورہا ہے گویا میں انہیں بریرہ کے پیچھے روتے ہوئے چکر لگاتے اور داڑھی پر آنسو گراتے دیکھ رہا ہوں نبی ﷺ نے عباس سے کہا کہ اے عباس کیا تمہیں اس بات پر تعجب نہیں ہوتا کہ مغیث بریرہ سے کس قدر محبت کرتا ہے اور بریرہ مغیث کو کس قدر ناپسند کرتی ہے؟ نبی کریم ﷺ نے (بریرہ) سے کہا کہ تم رجوع کیوں نہیں کرلیتیں؟ انھوں نے کہا اے اللہ کے رسول ﷺ کیا آپ مجھے حکم دے رہے ہیں؟ آپ ﷺ نے کہا کہ میں تو صرف سفارش کررہا ہوں انہوں نے کہا کہ تب مجھے ان کی کوئی ضرورت نہیں۔

حافظ ابن حجر فرماتے ہیں کہ بریرہ کے قول "کیا آپ مجھے حکم دے رہے ہیں؟" سے یہ اخذ کیا جاتا ہے کہ وہ اس بات سے واقف تھیں کہ نبی کے حکم کی تعمیل واجب ہے، جب نبی کریم نے ان کے سامنے ایک پیش کش رکھی تو انہوں نے تفصیل دریافت کی کہ کیا یہ حکم ہے جس کی تعمیل واجب ہے یا یہ مشورہ ہے جس کے سلسلہ میں وہ بااختیار ہیں۔

یہاں بریرہ کا حسن ادب بھی ظاہر ہوتا ہے کہ انہوں نے واضح طور پر نبی کریم ﷺ کی سفارش کو رد نہیں کیا بلکہ یہ کہا کہ مغیث کی اب کوئی ضرورت نہیں ہے۔ (صحیح بخاری، کتاب الطلاق، باب شفاعة النبی فی زوج بریرہ)

۲- خولہ بنت مالک بن ثعلبہؓ کے خاوند حضرت اوس بن صامتؓ نے ان سے ظہار کرلیا تھا (زمانۂ جاہلیت میں ظہار کو طلاق سمجھا جاتا تھا) حضرت خولہ سخت پریشان ہوئیں اس وقت تک اس کی بابت کوئی حکم نازل نہیں ہوا تھا۔ اسلئے وہ نبی کریم ﷺ کے پاس آئیں تو آپ ﷺ نے بھی کچھ توقف فرمایا اور وہ آپ ﷺ سے بحث و تکرار

* فیکلٹی ممبر سنی دینیات، ویمنس کالج اے ایم یو علی گڑھ

کرتی رہیں جس کے معاملے میں آیات نازل ہوئیں جن میں مسئلہ ظہار اور اس کا حکم و کفارہ بیان فرمایا گیا۔

قَدْ سَمِعَ اللَّهُ قَوْلَ الَّتِي تُجَادِلُكَ فِي زَوْجِهَا وَتَشْتَكِي إِلَى اللَّهِ وَاللَّهُ يَسْمَعُ تَحَاوُرَكُمَا إِنَّ اللَّهَ سَمِيعٌ بَصِيرٌ (المجادلۃ:۱)

یقیناً اللہ تعالیٰ نے اس عورت کی بات سنی جو تجھ سے اپنے شوہر کے بارے میں تکرار کررہی تھی اور اللہ کے آگے شکایت کررہی تھی اللہ تعالیٰ تم دونوں کے سوال و جواب سن رہا تھا بیشک اللہ تعالیٰ سننے و دیکھنے والا ہے۔

الَّذِينَ يُظَاهِرُونَ مِنكُم مِّن نِّسَائِهِم مَّا هُنَّ أُمَّهَاتِهِمْ إِنْ أُمَّهَاتُهُمْ إِلَّا اللَّائِي وَلَدْنَهُمْ وَإِنَّهُمْ لَيَقُولُونَ مُنكَرًا مِّنَ الْقَوْلِ وَزُورًا وَإِنَّ اللَّهَ لَعَفُوٌّ غَفُورٌ (المجادلۃ:۲)

تم میں سے جو لوگ اپنی بیویوں سے ظہار کرتے ہیں (یعنی انہیں ماں کہہ بیٹھتے ہیں) وہ دراصل انکی مائیں نہیں بن جاتیں، ان کی مائیں تو وہی ہیں جن کے بطن سے وہ پیدا ہوئے یقیناً یہ لوگ ایک نامعقول اور جھوٹی بات کہتے ہیں بے شک اللہ تعالیٰ معاف کرنے والا اور بخشنے والا ہے۔

وَالَّذِينَ يُظَاهِرُونَ مِن نِّسَائِهِمْ ثُمَّ يَعُودُونَ لِمَا قَالُوا فَتَحْرِيرُ رَقَبَةٍ مِّن قَبْلِ أَن يَتَمَاسَّا ذَٰلِكُمْ تُوعَظُونَ بِهِ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ (المجادلۃ:۳)

جو لوگ اپنی بیویوں سے ظہار کریں پھر اپنی کہی ہوئی بات سے رجوع کرلیں تو ان کے ذمہ آپس میں ایک دوسرے کو ہاتھ لگانے سے پہلے ایک غلام آزاد کرنا ہے اس کے ذریعہ تم نصیحت کیے جاتے ہو اور اللہ تعالیٰ تمہارے تمام اعمال سے باخبر ہے۔

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ کس طرح لوگوں کی باتیں سننے والا ہے کہ یہ عورت گھر کے ایک کونے میں نبی ﷺ سے مجادلہ کرتی اور اپنے خاوند کی شکایت کرتی رہی مگر میں اس کی بات نہیں سنتی تھی لیکن اللہ تعالیٰ نے آسمانوں پر سے اس کی بات سن لی۔ (سنن ابوداؤد، کتاب الطلاق، باب فی الظھار)

قابل ذکر بات یہ ہے کہ ان صحابیہ کی فریاد کا بارگاہ الٰہی میں مسموع ہونا اور فوراً ہی وہاں سے ان کی فریاد رسی کے لیے فرمان مبارک نازل ہوجانا ایک واقعہ تھا جس کی وجہ سے صحابہؓ میں ان کو ایک خاص قدر و منزلت حاصل ہوگئی تھی ابن ابی حاتم اور بیہقی نے یہ روایت نقل کی ہے ایک مرتبہ حضرت عمرؓ کچھ اصحاب کے ساتھ کہیں جارہے تھے راستہ میں ایک عورت ملی اور اس نے ان کو روکا آپ فوراً رک گئے سر جھکا کر دیر تک اس کی بات سنتے رہے اور جب تک اس نے بات ختم نہ کرلی آپ کھڑے رہے۔ ساتھیوں میں سے ایک صاحب نے عرض کیا امیر المومنین، آپ

نے قریش کے سرداروں کو اس بڑھیا کیلئے اتنی دیر روکے رکھا فرمایا جانتے بھی ہو یہ کون ہے؟ یہ خولہ بنت ثعلبہؓ ہے یہ وہ عورت ہے جس کی شکایت سات آسمانوں پر سنی گئی خدا کی قسم، اگر یہ رات تک مجھے کھڑا رکھتی تو میں کھڑا رہتا بس نمازوں کے اوقات پر اس سے معذرت کر لیتا۔ (تفہیم القرآن، سورۃ المجادلۃ، مرکزی مکتبہ اسلامی، دہلی، ص: ۳۴۰،)

۳۔ قریش اور مسلمانوں کے درمیان حدیبیہ کی صلح جن شرائط پر ہوئی تھی ابتداء میں ان سے مسلمانوں کی اکثریت ناخوش تھی ان میں سے ایک شرط یہ بھی تھی کہ مسلمان اس سال عمرہ کیے بغیر لوٹ جائیں گے اس شرط کی وجہ سے رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کو حدیبیہ ہی کے مقام پر احرام کھولنے اور قربانی کرنے کا حکم دیا لیکن صحابہؓ کے جذبات اس وقت اتنے بدلے ہوئے تھے کہ اس حکم کی تعمیل ہوتی نظر نہ آئی آپ نے افسوس کے ساتھ حضرت ام سلمہؓ سے اس کا ذکر کیا تو انھوں نے صحابہ کی نفسیات کی رعایت کرتے ہوئے انتہائی دانشمندانہ مشورہ دیا کہ آپ کسی سے مزید گفتگو نہ فرمایئے بلکہ جو مراسم ادا کرنے ہیں ان کو آگے بڑھ کر ادا کیجیے۔ پھر دیکھئے کس طرح لوگ اس پر عمل کرتے ہیں چنانچہ آپ ﷺ نے ان کے مشورہ پر عمل کیا تو صحابہ کرام ﷺ نے بھی آپ کو دیکھ کر فوراً پیروی شروع کر دی اس طرح ام سلمہؓ کی مناسب اور اصابت رائے نے آن کی آن میں یہ نازک صورت حال ختم کر کے رکھ دی۔ (صحیح بخاری، کتاب الشروط، باب الشروط فی الجہاد و المصالحۃ مع اھل الحرب الخ)

۴۔ جنازہ کی موجودہ شکل کا مسلمانوں میں رواج نہیں تھا حضرت اسماء بنت عمیسؓ نے اس کو حبشہ میں نصاریٰ کے ہاں دیکھا تھا انہوں نے اس کا مشورہ دیا اور وہ قبول کیا گیا۔ (طبقات ابن سعد ج ۸، بیروت ۱۹۵۸م، ص: ۲۸۱)

۵۔ حضرت ام ہانی ابوطالبؓ فرماتی ہیں میں فتح (مکہ) کے سال رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی آپ ﷺ غسل فرما رہے تھے اور آپ کی صاحبزادی فاطمہؓ آپ پر پردہ کیے ہوئے تھیں میں سلام بجالائی آپ نے فرمایا کون ہے؟ میں بولی ابوطالب کی بیٹی ام ہانی ہوں، آپ ﷺ نے فرمایا ام ہانی خوش آمدید! جب آپ ﷺ غسل سے فارغ ہو گئے تو کھڑے ہوئے ایک کپڑا لپیٹے ہوئے آٹھ رکعتیں ادا کیں، جب نماز سے فارغ ہوئے تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میرے ماں باپ جائے (علی المرتضیٰ) کہتے ہیں میں ایک شخص کو مار ڈالوں گا حالانکہ میں نے اسے پناہ دے رکھی ہے۔ ہبیرہ کے فلاں بیٹے کو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ام ہانی جسے تم نے پناہ دی اس ہم نے بھی پناہ دی۔ (صحیح بخاری، کتاب الصلوٰۃ، باب الصلوٰۃ فی الثواب الواحد)

۶۔ حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ حضرت ام سلیم (ان کی ماں) نے حنین کے دن ایک خنجر لیا وہ ان کے پاس تھا یہ ابوطلحہ نے دیکھا تو عرض کیا یا رسول اللہ یہ ام سلیم ہیں اور اُن کے پاس ایک خنجر ہے۔ آپ نے پوچھا یہ خنجر کیسا ہے؟ ام سلیم نے کہا یا رسول ﷺ اگر کوئی مشرک میرے پاس آئے گا تو اس خنجر سے اس کا پیٹ پھاڑ ڈالوں گی یہ سن کر رسول اللہ ﷺ ہنسے اور پھر ام سلیم نے کہا یا رسول اللہ ﷺ ہمارے سوا جو لوگ جھوٹے ہیں (فتح مکہ کے

روزان کو مار ڈالئے انہوں نے آپ سے شکست پائی اس وجہ سے مسلمان ہو گئے اور دل سے مسلمان نہیں ہوئے) آپ نے فرمایا اے ام سلیم کافروں کے شر کو خدا تعالیٰ کفایت کر گیا اور اس نے ہم پر احسان کیا۔ (صحیح مسلم، کتاب الجہاد والسیر ، باب غزوۃ النساء مع الرجال)

۷- حضرت سہلؓ بن سعد کہتے ہیں کہ ایک عورت نبی کریم ﷺ کے پاس آئی اور اس نے کہا کہ اے اللہ کے رسول میں خود کو آپ ﷺ کے حوالے کرنے آئی ہوں...... جب اس عورت نے دیکھا کہ آپ نے اس کے بارے میں کوئی فیصلہ نہیں کیا تو وہ بیٹھ گئی۔ (صحیح بخاری، کتاب النکاح، باب النظر الی المرأۃ قبل التزویج)

۸- حضرت عائشہؓ نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ جو لڑکی ایسی ہو کہ اس کا اس کے گھر والے (ولی لوگ) نکاح کریں تو اس سے بھی اجازت لیجائے؟ تو فرمایا کہ ہاں اجازت لی جائے پھر انھوں نے فرمایا کہ وہ شرماتی ہے آپ نے فرمایا اس کی اجازت یہی ہے کہ چپ ہو جائے۔ (صحیح مسلم، کتاب النکاح، باب فی النکاح بالنطق والبکر بالسکوت)

۹- حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ بیوہ کا نکاح اس وقت تک درست نہیں جب تک اس سے مشورہ نہ کر لیا جائے اور باکرہ کا نکاح کرنا اس وقت وقت تک درست نہیں جب تک اس سے اجازت نہ لے لی جائے۔ (سنن ابوداؤد، کتاب النکاح، باب فی الاستیمار)

۱۰- حبیبہ بنت سہل الانصاریہؓ سے روایت ہے کہ وہ ثابت بن قیس بن شماسؓ کے نکاح میں تھیں ایک روز رسول ﷺ صبح کی نماز کو نکلے دیکھا تو حبیبہ بنت سہلؓ آپ کے دروازے پر کھڑی ہیں اندھیرے میں۔ آپ نے فرمایا کون ہے؟ وہ بولی میں حبیبہ بنت سہل ہوں، آپؐ نے فرمایا کیوں کیا حال ہے؟ تیرا بولی یا میں نہیں یا ثابت بن قیسؓ (یعنی اپنے خاوند کو کہا) وہ نہیں (کیوں کہ ثابت بن قیس غصیلا آدمی تھا اس نے حبیبہ کو مارا تھا) جب ثابت بن قیسؓ آیا تو حبیبہؓ نے کہا یا رسول اللہ ثابت نے جو مجھ کو دیا ہے وہ میرے پاس موجود ہے رسول اللہ نے ثابت بن قیسؓ سے کہا اچھا اس سے تم لے لو جو کچھ تم نے دیا ہے، ثابتؓ نے وہ لے لیا پھر حبیبہؓ اپنے لوگوں میں بیٹھ رہیں۔

(ابوداؤد، کتاب النکاح، باب فی الخلع)

۱۱- خنساء بنت خزامؓ سے مروی ہے کہ ان کے والد نے ان کا نکاح کر دیا، وہ ثیبہ تھیں خاوند کر چکی تھیں اس دوسرے نکاح سے ناراض تھیں آخر وہ آنحضرت ﷺ کے پاس آئیں آپ ﷺ نے ان کا نکاح جو باپ نے کر دیا تھا فسخ کر ڈالا۔ (صحیح بخاری، کتاب النکاح، ازواج ابنته وهي كارهة فنكاحه مردود)

معاشرتی، سیاسی اور مختلف سرگرمیوں میں عورت کی آزادیٔ رائے کا جو تصور اسلام نے ہمیں دیا ہے وہ عہد رسالت میں آنحضرت ﷺ کے عمل سے بالکل واضح ہو جاتا ہے دیگر معاملات و مسائل کی طرح دور جدید کے مذکورہ مسائل میں ہمیں ان سے استنباط کرنا چاہیے اور آپ ﷺ کی سیرت کو زندگی میں نافذ کرنا چاہیے۔